کلامِ مومن میں قرآنی تلمیحات

عائشہ عباس☆

Abstract:

Momin Khan Momin is a renouned poet of nineteenth century.Basicaly he is a romantic poet but his stylistic techniques make his poetry rich and he does not become monotonousAllusion is a poetic tool to give poetry richness and connect it to socio-cultural background.Quranic allusions in his poetry are frequently used which shows his interest in religion.References to Joseph,Jacob,Zulaikha,prophet David,Moses, Noah, Loot Abrahim, and Jesusare referred in many verses.Religious Mythical allusions mentioned in Quran like Mann ,o Salwa, Queen Bilqees,Yajooj Majooj,Qaroon, Namrood etc are a usual part of Momin's poetry .Thoese allusions are not only stylistic techniques but also they connect religious myths to literature and contemporary human lives.

مومن خاں مون انیسویں صدی کے ایک باکمال شاعر تھے۔ اردو شاعری میں مومن کو ایک منفرد مقام حاصل ہے۔ مومن کی شاعری اپنے اندر خوبصورتی و دلفریبی سموئے ہوئے ہے۔ شاعری کے حوالے سے مومن نے بہت سی اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی۔ مثنویاں بھی لکھیں، قصائد بھی تحریر کیے، رباعیات و قطعات بھی ان کے کلام میں شامل رہے۔ مگر غزل کے میدان میں انھوں نے اپنے فن کے جو جوہر دکھائے وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ غزل گوئی میں انھوں نے جو اندازِ بیاں اختیار کیا وہ قابلِ تحسین ہے۔ خوبصورت الفاظ، عمدہ تشبیہات و استعارات، عالمانہ تلمیحات اور جدتِ تراکیب ان کے کلام کا خاصا ہیں۔ موضوع کے اعتبار سے اگرچہ ان کی شاعری زیادہ رعشقیہ ہے۔ مگر ندرتِ خیالات نے اسے یکسانیت کا شکار ہونے نہیں دیا۔ مومن کا شمار بلاشبہ اردو کے بلند پایہ شعرا میں ہوتا ہے اور ان کی اہمیت کو فراموش کرنا ممکن نہیں ہے۔

مومن خان مومن ۱۸۰۰ء کو کوچہ چیلان میں پیدا ہوئے آپ کے آبا و اجداد کشمیر سے تعلق رکھتے تے اور دلّی آ گئے تھے اور ان کا شمار شاہی طبیبوں میں ہوتا تھا۔ بادشاہِ وقت سے زمین بطور جاگیر عطا ہوئی تھی۔ انگریزوں کے زمانے تک یہ جاگیریں مومن کے خاندان والوں کے قبضہ میں رہیں اس کے بعد زمینیں تو یہ رہیں مگر ان کے خدان کو

☆ ایم۔فل اسکالر، شعبۂ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

پنشن ملتی رہی۔

مومن کی تعلیم کا آغاز ان کے گھر ہی سے ہوا پھر شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے مدرسے میں طالبِ علم ہوئے اس کے علاوہ شاہ عبدالقادر صاحبؒ سے بھی اکتسابِ علم کیا۔ مومن کا حافظہ بے مثال تھا۔ ذہانت بھی ورثے میں ملی تھی۔ مومن علوم وفنون کے دلدادہ تھے۔ علمِ طب تو اپنے بزرگوں سے پایا تھا۔ علمِ نجوم بھی حاصل کیا اور اس میں کمال رکھتے تھے۔ علمِ نجوم کی طرح علمِ رمل سے بھی واقفیت رکھتے تے۔ موسیقی اور دیگر فنون سے بھی گہرا لگاؤ تھا۔

مومن بنیادی طور پر ایک شاعر تھے۔ شعر گوئی کا آغاز کم عمری سے کیا۔ ان کی طبیعت میں عشق و عاشقی کا عنصر نمایاں تھا۔ اسی لحاظ سے ان کی شاعری میں بھی یہی موضوعات نمایاں نظر آتے ہیں۔ شاعری میں بھی رنگا رنگی قائم رکھی اور غزل کے علاوہ دیگر اصناف میں بھی طبع آزمائی کی۔ غزل میں ان کو کمال حاصل تھا۔ کلام میں دلکشی و دلفریبی اور چاشنی کسی طور پر کم ہونے نہیں پاتی۔ تشبیہات و استعارات میں کمال حاصل تھا۔ مومن نے اپنے کلام کو خوبصورت بنانے کے لیے نئی نئی تراکیب بھی وضع کیں جو ان کی علمیت کا ثبوت ہیں۔ ہر بڑے شاعر کی طرح ان کے ہاں بھی تلمیحات کا استعمال جا بجا دیکھنے کو ملتا ہے۔ مومن نے جہاں دیگر تلمیحات استعمال کی ہیں وہیں اسلامی اور قرآنی تلمیحات بھی کثرت سے نظر آتی ہیں جو ان کی مذہب سے گہری دلچسپی ظاہر کرتی ہیں۔

تلمیح، کلام میں ایسے الفاظ کے لانے کا نام ہے جس سے کوئی تاریخی واقعہ ذہن میں اجاگر ہو جائے یا کسی مسلمہ حقیقت کی طرف اشارہ ہو۔ مومن خان مومن نے اپنے کلام میں جا بجا قرآنی تلمیحات کا استعمال کیا ہے۔ کہیں تو کسی آیت کی طرف اشارہ کیا ہے اور کہیں قرآنی واقعات کو مذکور کیا ہے۔ یہ بھی ان کے کلام کی ایک انفرادیت اور خوبی ہے۔

قرآنی تلمیحات کے ضمن میں مومن نے قرآنی قصص کو بہت ہی خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔ مومن کے اشعار میں ان تلمیحات کے پڑھنے سے قرآن میں مذکور واقعہ اپنی تمام تر جزئیات سمیت سامنے آتا ہے۔ اِن تلمیحات سے مومن کی مذہب سے دلچسپی اور علمیت کا اندازہ ہوتا ہے اور مومن کی قرآنی سوجھ بوجھ اور عمیق مطالعے کا اندازہ بخوبی ہوتا ہے۔

قرآنی قصص جو مومن کے کلام میں تلمیحات کی صورت بہ کثرت دیکھنے کو ملتے ہیں ان میں حضرت یوسفؑ کا واقعہ بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس واقعے کی تمام تر جزئیات مختلف اشعار کی صورت میں ہمارے سامنے آتی ہیں اور قرآن میں موجود واقعے کے ہر ہر مرحلے پر مومن نے خوبصورت اشعار تحریر کیے ہیں۔ چاہے وہ حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کے ہاتھوں کنویں میں ڈالے جانے کا واقعہ ہو یا عزیزِ مصر کے ہاتھوں خریدے جانے کا، بیٹے کی جدائی میں گریۂ یعقوب کا بیان ہو یا یوسفؑ کے حسن میں گرفتار زلیخا کے احوال کا ہو۔ تمام واقعے کو نہایت مہارت سے بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ مہارت اِن اشعار سے عیاں ہے۔

مت کہو دلیر آنے میں کیا جانے کیا بنے
پھینکا ہے جذبِ شوق نے یوسف کو چاہ میں (۱)

یوسفِ مصر نکتہ سنجی حیف

یوں گرفتارِ چاہِ کنعانی (۲)

حضرت یوسف علیہ السّلام کے سوتیلے بھائی ان سے حسد کیا کرتے تھے اسی بنا پر انھوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے خلاف جان لیوا سازش کی اور انھیں کھیلنے کے بہانے گھر سے والد کی اجازت سے لے گئے اور کنویں میں ڈال دیا۔ اسی واقعے کو بطور تلمیح مومن نے مندرجہ بالا اشعار میں رقم کیا ہے۔

بوے قباے یوسفِ گل ہے نسیم میں
اس کی شمیم عطرِ گریباں کو کیا ہوا (۳)

گر اس بہار کی یعقوب کو ہوا لگ جائے
شمیم جامۂ یوسف کبھی محسوس نہ ہو (۴)

حضرت یوسف کے بھائیوں نے حضرت یوسف کو کنویں میں ڈال دیا اور ان کے کُرتے پر خون لگا کر گھر چلے آئے اور آپ کے والد حضرت یعقوبؑ سے کہا یوسف کو بھیڑیا کھا گیا ہے۔ حضرت یعقوبؑ، اللہ کے پیغمبر تھے وہ فوراً پہچان گئے کہ ان کے بیٹے ان سے جھوٹ بول رہے ہیں اور حضرت یوسف کے اس کرتے سے حضرت یعقوبؑ کو حضرت یوسف کی خوشبو آتی رہتی تھی۔ اور بعد میں اسی کرتے کو آنکھوں پر لگانے سے حضرت یعقوب کی بینائی واپس آ گئی تھی۔

اللہ رے تیری بے نیازی
یعقوبؑ کو مدتوں رلایا (۵)

حضرت یعقوبؑ، حضرت یوسف سے نہایت زیادہ محبت کرتے تھے۔ جب آپؑ کے دوسرے بیٹوں نے حضرت یوسف کو کنویں میں ڈال دیا اور آپؑ کو ان کی وفات کی خبر دی تو حضرت یعقوب علیہ السلام ہمہ وقت اپنے پیارے بیٹے کی جدائی میں رویا کرتے تھے یہاں تک کہ اس قدر گریہ وزاری سے ان کی بینائی بھی چلی گئی تھی۔

ہو کے یوسف جو دل چراتے ہو
کون ہو جائے گا غلام مرام (۶)

حضرت یوسف کو جس کنویں میں ڈالا گیا ہے۔ اتفاقاً ایک قافلے کا گزر اس راستے سے ہوا اور انھوں ن پانی حاصل کرنے کی غرض سے کنویں میں رسی ڈالی تو اس کے ذریعے حضرت یوسف علیہ السلام کنویں سے باہر نکلے قافلے والوں نے انھیں اپنے ساتھ شامل کر لیا اور بالآخر یوسف کو عزیزِ مصر نے خرید کر اپنا غلام بنا لیا مندرجہ بالا شعر میں اسی واقعے کی طرف اشارہ ہے۔

آنکھوں کو بند کر کے وہیں کھول دے گر آئے
یوسف کسی کے محوِ تماشا کے خواب میں (۷)
نیرنگِ عشق سے نہ ہو غافل، ہے اک رنگ

اس دل کے جاگنے میں زلیخا کے خواب میں (۸)

گر مثل سچ ہے کوئیں کے پاس پیاسا آلے ہے
کیوں نہ آ پہنچی زلیخا مصر سے کنعاں تلک (۹)

یوسف علیہ السلاعزیزِ مصر کے ہمراہ جب مصر پہنچے تو عزیزِ مصر کی بیوی زلیخا، حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن دیکھ کر آپ پر عاشق ہو گئی اور وہ آپ کی محبت میں گرفتار ہو گئی۔

حضرت یوسفؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خواب کی تعبیر بتانے کا علم عطا کیا گیا تھا۔ آپؑ لوگوں کو خواب کی تعبیر بتایا کرتے تھے۔

اب تک نہیں گواہی اطفال معتبر
محسوب ہے عصمتِ یوسف گناہ میں (۱۰)

حضرت یوسفؑ کا حسن دیکھ کر زلیخا آپؑ کی محبت میں گرفتار ہو گئی اور وہ آپؑ کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتی تھی جب آپؑ اس فعلِ بد کے لیے راضی نہ ہوئے تو زلیخا نے آپؑ پر بدکاری کا الزام لگا دیا۔

جرم معلوم ہے زلیخا کا
کیوں کر مجھے گناہِ زلیخا کا یقیں آئے (۱۱)

طعنۂ دست نارسا کب تک
دامن کو تیرے ہاتھ میں لگایا نہیں ہنوز (۱۲)

زلیخا نے حضرت یوسفؑ کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی مگر ناکامی کی صورت میں اس نے حضرت یوسفؑ پر الزام لگا دیا۔ جب وہ آپؑ تک رسائی حاصل نہ کر سکی ہوا اپنا دامن بچانے کے لیے اس نے آپؑ پر الزام لگا دیا۔ مگر بعد میں اس نے اپنی زبان سے اپنے جرم کا اعتراف بھی کر لیا تھا۔

دین پاکی دامن کی گواہی مرے آنسو
اس یوسفِ بے درد کا اعجاز تو دیکھو (۱۳)

مجھ کو بھی بچالے جیسے تو نے
یوسف کو گناہ سے بچایا (۱۴)

جب زلیخا نے حضرت یوسفؑ کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کی تو اللہ کی مدد کے طفیل تمام دروازے خود بخود کھلتے چلے گئے اور اللہ نے حضرت یوسفؑ کو گناہ سے محفوظ رکھا۔

یوسف سے عزیز کو کئی سال

زندانِ عزیز میں پھنسایا (۱۵)

زلیخا نے جب حضرت یوسفؑ پر الزام لگایا تو عزیزِ مصر نے آپؑ کو زندان میں ڈالنے کا حکم دے دیا۔

پند کو حالِ زلیخا یاد کر کچھ خبر ہے
کام دل جس کو ملا یاں بعد رسوائی ملا (۱۶)

زلیخا حضرت یوسفؑ کے عشق میں گرفتار ہوئی۔ اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش میں ناکامی کی صورت میں اس نے آپؑ پر بدکاری کا الزام لگایا جس پر آپؑ کو زندان میں ڈال دیا گیا۔ مگر بالآخر آپؑ خواب کی تعبیر بتانے کے اعجاز کے طفیل قید خانے سے نکلے اور آخر کار آپؑ اور زلیخا کا وصال ہوا اور آپؑ عزیزِ مصر بن گئے۔

بادِ مبالا پیغام دل لاھے
مرغ سلیماں اڑنے نہ پاوے (۱۷)

گیا کیوں کر نہ تھا بلقیس کے ہاں
وے ہدہد بنا مرغ سلیماں (۱۸)

حضرت سلیمانؑ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے۔ آپؑ حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تو وہ کوئی اچھی خبر لاتو وہ سلامت رہے گا ورنہ اس کو عذاب دیا جاتا ہے۔ کچھ ہی دیر میں ہدہد حاضر ہوا اور اس نے ملک سبا کی ملکہ بلقیس کے متعلق خبر دی۔ اس کی حکومت اور تاج وتخت کے متعلق بتایا۔

اسی وجہ سے ہدہد کو مرغِ سلیماں کہا جاتا ہے۔ حضرت سلیمانؑ کا خط بھی ہدہد کے ذریعے ملکہ بلقیس تک پہنچایا گیا تھا۔

سلیماں ہم دمِ بلقیس ہو گا
قرانِ زہرہ دلبر جیں ہو گا (۱۹)

کئی ہم بزم اس کے وہ پری وش
سلیماں دیکھ کر جس کو کرے غش (۲۰)

اسے "بلقیس" گر بنایا تھا
میں بھی زیبندہ تھا "سلیماں" فر (۲۱)

ہے بجا دیجے اگر تجھ کو سلیماں سے مثال
کہ مسخر ہے پری اور ہوا محکوم ہے (۲۲)

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کو ایمان لانے کی دعوت دی۔ وہ آپؑ کے دربار میں حاضر ہوئی۔ آپؑ کی

باتوں سے متاثر ہوئی۔حضرت سلیمانؑ نے ملکہ کا تخت اس کو دکھایا اور پہچاننے کا کہا۔(وہ تخت اللہ کی رضا سے حضرت سلیمانؑ کے دربار میں آیا تھا) ملکہ نے اپنے تخت کو پہچان لیا اور یہ سب نشانیاں دیکھ کر ایمان لے آئی۔بعد ازاں ملکہ کو حضرت سلیمانؑ کی زوجہ بننے کا شرف حاصل ہوا۔کشتیٔ نوح اور طوفانِ نوح کو بھی مومن نے تلمیحات کی شکل میں اپنے کلام میں شامل کیا ہے۔

آہ کی گرمی سے دنیا میں ہو جو تر خشک ہو
نوح کا طوفاں بھی ہو تو خشک ہو پر خشک ہو (۲۳)

آہ میری کب دعائے نوح تھی
چشمِ تر طوفان اٹھانا چھوڑ دے (۲۴)

شور مستی دعاے نوح نہ تھا
کشتی مے ہوئی جو طوفانی (۲۵)

حضرت نوحؑ اللہ کے برگزیدہ پیغمبر تھے۔آپؑ نے نو ہزار پانچ سو سال سے زائد اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچایا اور انھیں دعوتِ ایمان دی مگر جب چند لوگوں کے سوا ان کی قوم نہ مانی تو حضرت نوحؑ نے اللہ سے دعا کی۔اس پر اللہ نے حکم دیا کہ آپؑ ایک کشتی بنائیں اور ہر جاندار کا جوڑا جوڑا اس میں سوار کریں۔جب ایسا ہو گیا تو حواریوں اور کشتی میں سوار ہونے والوں کے سوا باقی قوم پر اللہ نے عذاب نازل کیا۔جو بارش کی صورت میں تھا جس سے اس کی قوم غرق ہو گئی۔

گو چارہ ساز حضرتِ عیسیٰ ہی کیوں نہ ہو
گر دردِ عشق ہے تو امیدِ شفا عبث (۲۶)

حضرت عیسیٰ اللہ کے پیغبر تھے۔آپ اللہ کے حکم سے وہ دستِ مسیحا رکھتے تھے کہ بیماروں کو شفا مل جاتی تھی۔آپؑ کے اسی اعجاز کو مومن نے تلمیحانہ انداز میں بیان کیا ہے۔

اعجازِ جاں دہی ہے ہمارے کلام کو
زندہ کیا ہے ہم نے مسیحا کے نام کو (۲۷)

از بس کہ ہے جہاں سے اٹھ جانے کا خطر
اب حضرتِ مسیح کے بھی دم میں دم نہیں (۲۸)

حضرت عیسیٰ کا ایک معجزہ اللہ کے حکم سے مُردوں کو زندہ کرنا تھا مندرجہ بالا اشعار میں اسی معجزے کی طرف اشارہ ہے۔
حضرت عیسیٰ اور دیگر انبیا کی طرف مومن نے حضرت عیسیٰ کے معجزات کو بھی تلمیحانہ شکل میں استعمال کیا ہے۔

از بس کہ ثبت نامہ ہے سوزِ تپِ دروں
قاصد کا ہاتھ ہے یدِ بیضا کلیم کا (۲۹)

حضرت موسیٰ کے معجزے کی طرف اشارہ ہے۔ وہ اپنا ہاتھ بغل میں رکھتے تھے اور جب نکالتے تو وہ سفید چمکتا ہوا ہوتا تھا۔ اللہ نے اپنے نبی کو یہ نشانی عطا کی تھی تا کہ لوگ ایمان لے آئیں۔

حضرت موسیٰ کا ایک اور وصف کلیم اللہ یعنی اللہ سے کلام ہونا ہے شعر میں اس طرف بھی اشارہ موجود ہے۔

اس کا مرے دل پہ ایک تو
جس شعلے نے طور کو جلایا (۳۰)

حضرت موسیٰ اللہ سے ہم کلام ہوتے تھے۔ حضرت موسیٰ نے اللہ سے دیدار سے خواہش ظاہر کی۔ حضرت موسیٰ کے اصرار پر اللہ طور پر اپنے نور کی ایک تجلی دکھائی جس سے طور جل کر راکھ ہو گیا اور حضرت موسیٰ بھی اس کی تاب نہ لا سکے اور بے ہوش ہو گئے۔

"من و سلوا" کباب مے آلود
زاہد اتنے ہیں جوع سے مضطر (۳۱)

حضرت موسیٰ کی قوم بنی اسرائیل نہایت کج سرشت تھی وہ ایمان لانے کے عوض حضرت موسیٰ سے طرح طرح کی خواہشات کا اظہار کیا کرتے تھے۔ انھوں نے حضرت موسیٰ سے طعام کی فرمائش کی جسے اللہ نے "من وسلویٰ" کی صورت میں پیدا کیا جو کہ ان کے لیے کھانا تھا۔

شعرا کو ہے آرزوے شعیر
خوانِ عیسیٰ ہے نیم خوردۂ خر (۳۲)

حضرت عیسیٰ نے جب اپنی قوم کو ایمان لانے کی دعوت دی تو ان کے حواریوں نے فرمائش کی کہ جیسے حضرت موسیٰ کی قوم پر من وسلویٰ اترتا تھا۔ ہمارے لیے بھی ایسا کوئی انتظام ہونا چاہیے۔ حضرت عیسیٰ نے اللہ سے دُعا کی جس پر اللہ نے آسمان سے خوان اتارا جس میں طرح طرح کی نعمتیں موجود تھیں۔

ڈبو وے نہ تابوتِ موسیٰ کو نیل
حق کاہ میں سیل ہو سلسبیل (۳۳)

حضرت موسیٰ کی پیدائش کے وقت فرعون اپنی بادشاہت کے زوال کے ڈر سے بنی اسرائیل کے تمام لڑکوں کو قتل کروا دیا کرتا تھا۔ جب حضرت موسیٰ کی پیدائش ہوئی تو آپؑ کی والدہ نے آپؑ کو ایک ٹوکری میں ڈال کر دریائے نیل کے حوالے کر دیا۔ جہاں سے فرعون کی بیوی نے آپؑ کو اٹھا لیا اور اللہ کی کرامت سے ان کی پرورش فرعون کے محل میں ہوئی۔

اطاعت کبھی کیسی ہے قاطع دلیل

کہ رہ قوم موسیٰ کو دے رودِ نیل (۳۴)

حضرت موسیٰ اللہ کے حکم سے جب اپنی قوم کو لے کر مصر سے نکلے تو دریائے نیل راستے میں تھا۔ اللہ کے حکم سے آپ نے اپنا عصا دریا پر مارا تو دریا میں بارہ راستے بن گئے۔ آپؑ کی قوم کے بارہ قبیلے تھے۔ ہر قبیلہ ایک ایک راستے سے گزر کر دریا کے پار پہنچ گیا۔

خاک بیڑا میں گلی کا ڈالے ہے
خاک مذکور گنجِ قاروں پہ (۳۵)

اٹھانہ ضعف سے گلِ داغِ جنوں کا بوجھ
قاروں کی طرح ہم بھی زمین میں سما گئے (۳۶)

قارون حضرت موسیٰ کا چچا زاد بھائی تھا۔ اس نے حضرت موسیٰ سے ایمان لانے کے عوض یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ جس چیز کو ہاتھ لگائے وہ سونے میں تبدیل ہو جائے۔ آپؑ نے اللہ سے دعا کی اور آپؑ کی دعا قبول ہوئی اس کے بعد آپ نے اسے اللہ کی راہ میں اپنی دولت سے خرچ کرنے کو کہا تو وہ سخت برہم ہوا۔ اور آپ سے بدلہ لینے کے لیے ایک عوت کو ورغلا کر آپؑ پر بدکاری کا الزام لگایا۔ وہ عورت مجمعے کے سامنے آپؑ کی رعب دار شخصیت سے متاثر ہو کر جھوٹ نہ بول لائی اور سچائی بیان کر دی کہ آپؑ پاک دامن ہیں۔ تب حضرت موسیٰ نے قارون کے لیے بد دعا کی تو اللہ نے اسے اس کے تمام خزانے سمیت زمین میں دھنسا دیا۔

پاک دامن ہو تو بدگو کے نہ دم میں آنا
سنتے ہیں لوط کے مہماں کوئی افتاے لزوم (۳۷)

حضرت لوط علیہ السلام اللہ کے برگزیدہ پیغمبر تھے۔ آپؑ کی قوم گمراہی کی راہ پر گامزن تھی۔ وہ ہم جنس پرستی میں مبتلا تھے۔ آپؑ نے انھیں اس فعلِ بد سے روکنے اور ایمان کے راستے پر چلنے کی بہت تلقین کی مگر وہ راہِ راست پر نہ آئے۔ بالآخر اللہ نے ان پر عذاب بھیجا فرشتے خوبصورت لڑکوں کا روپ دھار کر آپؑ کے پاس آئے آپؑ کی قوم نے چاہا کہ ان لڑکوں کو ہمارے حوالے کر دیا جائے۔ آپؑ گریزاں تھے کہ فرشتوں نے اپنی حقیقت بیان کی اور بتایا کہ ہم آپؑ کی قوم کو عذاب دینے کے لیے آئے ہیں آپؑ اور آپؑ کے ساتھی یہاں سے چلے جائیں۔ چنانچہ یونہی ہوا اور باقی قوم پر اللہ کا عذاب نازل ہوا۔

آتشِ آہِ بے اثر سے مری

آسماں گلشنِ خلیل ہوا (۳۸)

گر گلشنِ خلیل جلا دے تو کیا عجب
شعلہ ہمارے سوزِ سمندر گداز کا (۳۹)

کیا تاب منکر جو مانگے دلیل
کہ مشہور ہے ماجرائے خلیل (۴۰)

حضرت ابراہیمؑ پیغمبر خدا تھے خلیل اللہ آپؑ کا لقب تھا۔حضرت ابراہیمؑ نے جب نمرود کو پیغامِ حق سنایا تو اس نے انکار کیا اور کسی طریقے سے راہِ حق پر نہ آیا۔اس کی قوم اس کی اور دیگر بتوں کی پوجا کرتی تھی۔ایک دن جب آپؑ کی قوم اپنے میلے پر روانہ ہوئی تو آپؑ نے تمام بتوں کو نیست و نابود کر دیا اور سب سے بڑے بہت بت کے کندھے پر کلہاڑا رکھ دیا۔اس امر پر نمرود کو آپؑ پر بہت غصہ آیا اور اس نے ایک میدان میں کئی دنوں تک آگ جلوائی۔اور جب وہ اچھی طرح دہک گئی اور حضرت ابراہیمؑ کو اس میں ڈال دیا گیا۔مگر اللہ کی قدرت سے وہ آگ گلزار ہو گئی اور آپؑ کو ذرہ برابر آنچ نہ آئی۔

اگر حکمِ اہلاکِ نمرود ہو
تو پشّے سے جوں پشہ نابود ہو (۴۱)

نمرود بہت ہی ظالم و جابر بادشاہ تھا و راپنی قوم کا خدا مانا جاتا تھا۔حضرت ابراہیمؑ نے اسے پیغامِ حق دیا مگر وہ کسی طرح اس پر ایمان لانے پر راضی نہ ہوا۔آخر کار نمرود کا انجام آن پہنچا اس کے دماغ میں ناک کے راستے ایک مچھر جا گھسا۔وہ جب بھی ہلتا نمرود کو ناقابل برداشت تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا اور وہ لوگوں سے کہتا کہ میرے سر پر جوتے مارو اور وہ اسی طرح جوتے کھاتا کھاتا اپنے انجامِ بد تک پہنچ گیا۔

ہائے وہ زمزمہ سراجن کی
سحر ہاروت ، زہرہ الحانی (۴۲)

یہ عشق وہ بد بلا ہے جس نے
ہاروت کو چاہ میں پھنسایا (۴۳)

یہ کس کی چشمِ فسوں گر نے کی فسوں سازی
طلسمِ جادوئے بابل کے ٹکڑے ٹکڑے ہیں (۴۴)

ہاروت اور ماروت بابل کے رہنے والے تھے۔جادو سکھاتے تھے۔ بنی اسرائیل ان سے جادو سیکھتے۔ان کا جادو میاں بیوی کے درمیان نا چاقی ڈالنے والا تھا۔وہ جادو سکھانے کے ساتھ ساتھ لوگوں کو تنبیہ بھی کرتے کہ یہ اللہ کی ناراضی کا کام ہے۔ان دونوں کو اللہ تعالیٰ نے عذاب کے لیے چاہِ بابل میں الٹا لٹکا دیا۔تا کہ یہ لوگوں کے لیے عبرت کا نشان بن سکیں۔

یاں شعلے کو سرکشی کی کیا تاب
ابلیس کو خاک میں ملایا (۴۵)

ابلیس، جس کا اصل نام عزازیل تھا۔اللہ تعالیٰ بہت ہی مقرب تھا عبادت وریاضت میں بہت آگے تھا مگر جب اللہ تعالیٰ نے انسان (حضرت آدمؑ) کو تخلیق کیا اور تمام فرشتوں کو حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے کو کہا تو ابلیس نے انکار کیا اور اپنے آگ سے بنے وجود پر غرور کیا اسی دن سے معتوب ٹھہرا۔

کیوں شکر کریں نہ آلِ داؤد
افسون شہنشہی سکھایا (۴۶)

حضرت داؤد علیہ السلام اللہ کے پیغمبر تھے۔آپؑ ایک غریب گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔آپؑ کے دور میں جالوت بادشاہ نے آپؑ کے ملک پر چڑھائی کر دی۔آپؑ اس کے مقابلے کے لیے گئے اور اسے واصلِ جہنم کر دیا۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو پیغمبری کے لیے چنا اور بادشاہت بھی عطا کی۔لوہا، آپؑ کے ہاتھ میں نرم ہو جاتا تھا اور آپؑ اس سے زرہ بناتے تھے۔آپؑ بہت زیادہ خوش الحان تھے۔آپؑ پر کتاب ''زبور'' نازل ہوئی۔آپؑ جب اس کی تلاوت کرتے تو چرند پرند اور پہاڑ بھی آپؑ کے ساتھ تلاوت کرتے تھے۔

اس دام سے مجھ کو تو چھڑا دے
داؤد نے جس میں دل پھنسایا (۴۷)

حضرت داؤد علیہ السلام کی ننانوے بیویاں تھیں۔آپؑ کی فوج میں ایک سپاہی تھا جس کی بیوی بہت خوبصورت تھی۔آپؑ کے دل میں خواہش جاگی کہ وہ بھی آپؑ کی بیوی بن جائے۔آپؑ نے اس کے شوہر کو جنگ کے میدان میں بھیج دیا۔وہاں اس کا انتقال ہو گیا۔اس طرح آپؑ نے اس کی بیوی سے شادی کر لی۔(بعد ازاں فرشتوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو اس بات کا احساس دلایا تو آپؑ سجدے میں گر پڑے اور معافی طلب کی)

دورِ نصفت میں تیرے ، فتنے کا
پاس ''اصحابِ کہف'' کے بستر (۴۸)

ترے خیال سے اصحاب کہف کو ہے یہ چین
وگرنہ خواب کہاں اور زمانِ دقیانوس (۴۹)

اصحاب کہف کا واقعہ قرآنِ پاک میں بیان ہوا ہے۔ان کے ملک کا بادشاہ کافر تھا اور مسلمانوں کو ہر ممکن طریقے سے تنگ کیا کرتا تھا۔اصحاب کہف اس کے ڈر سے اپنے ایک کتے کے ساتھ غار میں چھپ گئے۔اللہ کے حکم سے غار کے سامنے پتھر آ گیا۔اللہ کے حکم سے وہ وہاں نیند کی آغوش میں ہزاروں سال رہے۔پھر جب اٹھے تو بھوک محسوس کی اور نان بائی کی دکان پر گئے وہاں اس قدر پرانے سکے ان سے دریافت ہوئے تو ان کو گرفتار کر لیا گیا۔پھر ان کو جلوس کی شکل میں شہر میں لایا گیا۔

چرخ و آشوب دور میں اس کے
جوش ، یا جوج و سدِ اسکندر (۵۰)

جو سیکھے فتنہ گری "رنجِ عشق سے" "یا جوج"
نہ ہو سکے کبھی "سدِ سکندری" حائل (۵۱)

یا جوج و ماجوج کا ذکر قرآن پاک میں مذکور ہے۔مگر قرآنی واقعے میں سدِ سکندری کی جگہ سدِ ذوالفقار کا ذکر ہے۔ذوالفقار اللہ کے نیک بندے تھے۔لوگوں نے ان سے شکایت کی کہ یا جوج و ماجوج کی قوم ان کے لیے تنگی و پریشانی کا باعث ہے۔وہ ہر چیز کو چاٹ جاتے ہیں اور نیست و نابود کر دیتے ہیں چنانچہ ذوالفقار نے لوگوں کو اپنے ساتھ ملایا اور پیسے کی ایک دیوار تعمیر کی اور اس کے اوپر تانبا چڑھا دیا گیا۔ذوالفقار نے لوگوں کو تسلی دی کہ اب قیامت تک وہ لوگوں کو تنگ نہیں کر سکیں گے۔ظہور قیامت سے قبل ظاہر ہوں گے تمام دنیا میں پھیل جائیں گے اور سب کچھ چاٹ جائیں گے۔

ہم یہاں سورۂ اخلاص کا پڑھتے ہیں عمل
اور بڑھتا ہے وہاں نمبر سے اس کا اخلاق (۵۲)

مومن نے یہاں قرآن کی ایک سورۃ، سورۂ اخلاص کی طرف اشارہ کیا ہے۔جو چار آیات پر مشتمل ہے اور تیسویں پارے میں موجود ہے اس سورۂ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو بیان کیا گیا ہے۔

توڑتا مومن نہ پیمانِ الست
ہیں معلم عاشقی کے فن میں ہم (۵۳)

پیمانِ الست کی تلمیح مذکور ہے۔یہ وہ پیمان تھا جب اللہ تعالیٰ نے تمام ارواح کو تخلیق کیا اور پوچھا "اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ" (تمھارا رب کون ہے) تو تمام ارواح نے اعتراف کیا تھا کہ اللہ ہی ہمارا رب ہے۔یہ پیمان عالمِ ارواح میں ہوا تھا۔

مری فریاد سن کہتا ہے اسرافیل حیرت سے
قیامت آ گئی کیوں کر یہ عمل کیا زمین پر ہے (۵۴)

بنی ہے صورِ اسرافیل آہِ بے تاثیر
کہ میرے دم پہ قیامت نفس نفس گزرے (۵۵)

کیا ماجرا لکھوں میں کہ تابِ رقم نہیں
ہیں نالہ ہائے صورِ صریرِ قلم نہیں (۵۶)

مندرجہ بالا اشعار میں قیامت برپا ہونے کے وقت جو صور پھونکا جائے گا اس کا ذکر ہے۔حضرت اسرافیل جو اللہ کے فرشتے ہیں وہ صور پھونکیں گے اور قیامت برپا ہوگی۔قرآنِ پاک میں بھی صور پھونکنے کا ذکر موجود ہے۔

''وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ''(۵۷)

اجازت اگر ہو ابابیل کو
کرے طعمہ ہر صاحبِ فیل کو (۵۸)

اس شعر میں قرآن کی سورۂ فیل کی طرف اشارہ ہے۔ایک بادشاہ ابرہہ نے خانہ کعبہ کے مقابلے میں ایک گرجا بنایا تھا۔وہ گرجا بہت ہی خوبصورت تھا وہ چاہتا تھا زیادہ سے زیادہ لوگ آئیں اور اس کی زیارت کریں اور اس کی خوبصورتی انھیں متاثر کر سکے۔مسلمانوں کا ایک وفد وہاں گیا تو ایک شخص کو وہاں حاجت پیش آئی۔اس پر بادشاہ سخت برہم ہوا اور خانہ کعبہ پر حملے کے لیے تیار ہو گیا۔اس کا لشکر ہاتھیوں پر سوار تھا وہ خانہ کعبہ کی جانب قدم نہ اٹھاتے تھے اور بیٹھ جاتے تھے۔پھر اللہ تعالیٰ نے ابابیل جیسے چھوٹے پرندے سے اس لشکر کو اس کے انجام تک پہنچایا۔ہر ابابیل کے منہ میں تین کنکریاں تھیں وہ ان کو لشکر پر گراتیں یوں وہ لشکر تباہ و برباد ہو گیا۔

وہ راحم کہ ''لا تقنطو'' خود کہے
بچے معذرت تا وسیلہ رہے (۵۹)

آیۂ ''لَا تَقْنَطُوْا'' تو ہو گئی یاد
قولِ حق پہ کیوں نہیں ہے اعتماد (۶۰)

ان اشعار میں قرآنِ پاک کی ایک آیت کی طرف اشارہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی رحمت سے ناامید نہ ہونے کی تلقین کر رہا ہے:

''لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ''

برہم زدہ صدر تابہ و دوش
تا مغز عظام ''کعہن منفوش'' (۶۱)

مندرجہ بالا شعر میں قرآن کی ایک سورۂ، سورۂ القاریہ کی طرف اشارہ ہے۔

''وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ''(۶۲)

دورۂ شام ، نقش صفحۂ سیل
شوقِ تفسیر سورۂ واللیل (۶۳)

مندرجہ بالا شعر میں قرآن کی سورہ، سورۂ واللیل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

جنازہ اٹھایا فرشتوں نے آ
تو ''قد فاز فوزاً عظیما'' کہا (۶۴)

اس شعر میں قرآن کی آیتِ مبارکہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

''فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا''

جب نہ تلب ''والضحیٰ'' پڑھے ہے امام
مقتدی تا نیں ''فلا تنھر'' (۶۵)

مندرجہ بالا شعر میں قرآن کی سورۂ الضحیٰ کی طرف اشارہ ہے اور خصوصاً ایک آیت کا ذکر کیا گیا ہے۔

''وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ''(۶۶)

''اور جب سوال کرنے والا سوال کرے پس اس کو مت جھڑکو''

''ختم اللہ'' کا مورد ہے زبس قلبِ سیاہ
تیرے دشمن کو ہے خوں نابہ رحیق مختوم (۶۵)

مندرجہ بالا شعر میں قرآن پاک کی دو مختلف آیات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے پہلے مصرعے میں سورۃ البقرہ کی آیت کا ذکر ہے جو کچھ یوں ہے۔

''خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ ؕ وَعَلٰٓى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ز وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ''(۶۸)

''اور ان کے دلوں اور ان کے کانوں پر اللہ نے مہر لگا دی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے''۔

دوسری آیت کچھ یوں ہے:

"یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ "(۶۹)

"ستھری ہوئی شراب پلائے جائیں گے جو مہر کی ہوئی ہوگی"

آب و تاب کلام سے اس کے
آب ہو لولوی و مر جانی (۷۰)

مومن نے اس شعر میں قرآن کی سورہ الرحمٰن کی ایک آیت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جو کچھ یوں ہے:

"یَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ "(۷۱)

"اوران میں سے موتی اور مونگا نکلتا ہے"

تا سحر شام عبادت تری شب بیداری
شارح "آیت کرسی" پس "حیّ القیوم" (۷۲)

اس شعر میں مومن نے آیۃ الکرسی کی طرف اشارہ کیا ہے جو کہ قرآنِ پاک کی سورۃ البقرہ میں موجود ہے۔

گو وصف ہے "یو منون بالغیب"
پہ بندہ تو اس سے باز آ (۷۳)

یومنون بالغیب کے ذریعے مومن نے قرآن کی سورۃ القبر ہ کی ایک آیت کی طرف اشارہ کیا ہے جو کہ کچھ یوں ہے:

"اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ "(۷۴)

"وہ جو بے دیکھے ایمان لائیں اور نماز قائم رکھیں اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں خرچ کریں"

"لا علم لنا" ہے یاد پہ چند
سب کچھ مجھے عجز نے بھلایا (۷۵)

مندرجہ بالا شعر میں قرآن کی سورۃ البقرہ کی ایک آُت کی طرف اشارہ ہے۔ جہاں فرشتوں اور اللہ کا مقابلہ چل رہا تھا۔

"قَالُوْا سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ "(۷۶)

"کہنے لگے (اے رب!) بے شک تو پاک ہے ہمیں نہیں علم مگر اتنا جو تو نے ہمیں سکھایا بے شک تو جاننے والا حکمت والا ہے"

مومن خان مومون نے بلا شبہ قرآنی تلمیحات کو اپنے کلام میں نہایت مہارت سے برتا ہے۔ ان تلمیحات کے استعمال سے انھوں نے اپنے اشعار کی دلکشی میں چار چند لگا دیے ہیں۔ ان تلمیحات سے نہ صرف مومن کے کلام کی خوبصورتی میں اضافہ ہوا ہے بلکہ قاری نے ذہن اور سوچ کے لیے نئی راہیں کھلی ہیں۔ اور اس سے مومن کی علمیت اور

قرآنی معلومات پر دسترس بھی واضح ہوتی ہے۔

مومن خان مومن بلا شبہ انیسویں صدی کے ایک عظیم شاعر تھے۔ جنھوں نے اپنے کلام میں فنی مہارت بھی دکھائی اور شاعرانہ خیال کی دلکشی کو بھی قائم رکھا۔ غزل کے حوالے سے آپ کا نام ایک اہم مقام رکھتا ہے۔ اردو شاعری کے حوالے سے آپ کی خدمات جو آپ کے کلام کی صورت میں ہمارے سامنے ہیں، ان کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ اردو تاریخ وشاعری میں ان کا نام ہمیشہ جگمگاتا رہے گا۔

حوالہ جات

۱۔ محمد مومن خاں مومون، کلیاتِ مومن، مرتبہ کلب علی خاں فائق، مجلس ترقی ادب، لاہور، ص
۲۔ ایضاً، ص121
۳۔ ایضاً، ص325
۴۔ ایضاً، ص280
۵۔ ایضاً، ص296
۶۔ ایضاً، ص291
۷۔ ایضاً، ص68
۸۔ ایضاً، ص126
۹۔ ایضاً، ص109
۱۰۔ ایضاً، ص122
۱۱۔ ایضاً، ص108
۱۲۔ ایضاً، ص99
۱۳۔ ایضاً، ص134
۱۴۔ ایضاً، ص294
۱۵۔ ایضاً، ص291
۱۶۔ ایضاً، ص71
۱۷۔ ایضاً، ص428
۱۸۔ ایضاً، ص459
۱۹۔ ایضاً، ص462
۲۰۔ ایضاً، ص474
۲۱۔ ایضاً، ص301
۲۲۔ ایضاً، ص319

۲۳۔ ایضاً،ص136
۲۴۔ ایضاً،ص166
۲۵۔ ایضاً،ص322
۲۶۔ ایضاً،ص91
۲۷۔ ایضاً،ص137
۲۸۔ ایضاً،ص282
۲۹۔ ایضاً،ص71
۳۰۔ ایضاً،ص294
۳۱۔ ایضاً،ص301
۳۲۔ ایضاً،ص302
۳۳۔ ایضاً،ص481
۳۴۔ ایضاً،ص480
۳۵۔ ایضاً،ص303
۳۶۔ ایضاً،ص163
۳۷۔ ایضاً،ص318
۳۸۔ ایضاً،ص82
۳۹۔ ایضاً،ص284
۴۰۔ ایضاً،ص480
۴۱۔ ایضاً،ص480
۴۲۔ ایضاً،ص322
۴۳۔ ایضاً،ص293
۴۴۔ ایضاً،ص121
۴۵۔ ایضاً،ص291
۴۶۔ ایضاً،ص291
۴۷۔ ایضاً،ص294
۴۸۔ ایضاً،ص305
۴۹۔ ایضاً،ص299
۵۰۔ ایضاً،ص303
۵۱۔ ایضاً،ص306

۵۲۔ ایضاً،ص102
۵۳۔ ایضاً،ص112
۵۴۔ ایضاً،ص155
۵۵۔ ایضاً،ص158
۵۶۔ ایضاً،ص281
۵۷۔ پارہ تیئس، و مالی، سورۂ یٰسین، آیت 51
۵۸۔ محمد مومن خاں مومن، کلیاتِ مومن، مرتبہ کلب علی خاں فائق، مجلس ترقی ادب، لاہور، ص 480
۵۹۔ ایضاً،ص479
۶۰۔ ایضاً،ص454
۶۱۔ ایضاً،ص493
۶۲۔ پارہ تیس، عمّ، سورۃ القارعۃ، آیت نمبر 5
۶۳۔ محمد مومن خاں مومن، کلیاتِ مومن، مرتبہ کلب علی خاں فائق، مجلس ترقی ادب، لاہور، ص364
۶۴۔ ایضاً،ص340
۶۵۔ ایضاً،ص302
۶۶۔ پارہ تیس، سورۃ الضحیٰ، آیت نمبر 10
۶۷۔ محمد مومن خاں مومن، کلیاتِ مومن، مرتبہ کلب علی خاں فائق، مجلس ترقی ادب، لاہور، ص320
۶۸۔ پارہ ایک، سورۃ البقرہ، آیت نمبر 7
۶۹۔ پارہ تیس، سورۃ المطففین، آیت نمبر 25
۷۰۔ محمد مومن خاں مومن، کلیاتِ مومن، مرتبہ کلب علی خاں فائق، مجلس ترقی ادب، لاہور، ص325